# اخوت فاؤنڈیشن:لوگوں کی فلاح، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

# A Research Review of welfare activities of AkhuwatFoundation in the light of Islāmic Teachings

**Ishrat Mehnaz**
Assistant Prof, Department of Islamic Studies,Govt. Islamia Graduate College for Women, Lahore Cantt: ishrat.mehnaz@gmail.com

## Abstract

Poverty is a disease that effects not only individual but also collective life in the society. During every period people with pain in their hearts made their tireless efforts to eradicate poverty. Even today many organisations are playing their effective role in this regard. One of these is" Akhuwat Foundation" organised by Dr. Muhammad Amjad Saqib which is working under different departments to solve the problems of Pakistani people. The purpose of establishment of" Akhuwat Foundation" is to solve the economic problems of the people in the style of "Muakhaat e Madina" that is why the major sector of this organisation is the provision of interest free loans In this article and attempt has been made to explain how this aspect of Akhuwat Foundation is compatible with Islamic teachings.

**Keywords**:Poverty, Akhuwat Foundation, Micro Credit, Welfare

آغاز نبوت میں نبی اکرم ﷺ نے وحی الہی کے مطابق اپنی دعوت خاموش طریقے سے انتہائی قریبی لوگوں کو پہنچائی یہ دعوت تقریبا تین سال تک جاری رہی۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے دعوت کا اعلانیہ آغاز فرمایا۔ اس اعلانیہ آغاز پر مشرکین مکہ اور بالخصوص آپ ﷺ کے قرابت دار آپ ﷺ کے خلاف ہو گئے ۔ اور نبی اکرم ﷺ کی اس تبلیغ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ کفار مکہ نے نہ صرف اسلام قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ اہل ایمان پر ایسے ظلم و ستم کئے جنہیں بیان کرتے ہوئے دل کانپتا ہے۔

جب کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا۔ ہجرت مدینہ اسلام کا ایک اہم بنیادی واقعہ ہے۔ جس کے ذریعے مسلمانوں کو آزاد ماحول میں اسلام کے لیے کام کرنے کا موقع ملا۔ اس ہجرت سے دو قسم کے مسلمانوں کے فریق سامنے آتے ہیں۔ ایک مہاجرین مدینہ جو دین اسلام کی خاطر اپنی جان ومال، برادری، وطن اور عزیز واقارب سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام کے راستے میں مال ومتاع، کاروبار، گھر اور رشتوں کی محبت رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ دوسرا فریق انصار کا ہے۔ انہوں نے اپنی دینی خوبیوں کا اس طرح اظہار کیا کہ اپنے دینی مہاجر بھائیوں کے لیے وہ قربانیاں دے ڈالی جن کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ مہاجرین کے لیے اپنا مال، جائیداد، کھیتی باڑی سب کچھ پیش کر دیا۔ یہاں تک کہ وراثت کے احکام نازل ہونے سے قبل مہاجر اور انصار ایک دوسرے کی وفات کے بعد جائیداد کے وراث شمار ہوتے تھے۔ وراثت کا یہ حکم جنگ بدر تک رہا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ[1]

اور رشتہ دار اللہ کے حکم کی رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔

انصار مدینہ اور مہاجرین مدینہ کے درمیان محبت واخوت پیدا کرنے، ان سے اجنبیت دور کرنے، معاشرتی استحکام اور اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لیے آنحضور ﷺ نے مدینہ میں جو مؤثر قدم اٹھایا۔ وہ تاریخ میں مواخات کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ نے مہاجرین کا سہارا قائم کرنے اور ان کی اجنبیت کو دور کرنے کے لیے ان میں اور انصار میں رشتہ اخوت قائم کر دیا۔ اس بھائی چارے کا مقصود یہ تھا کہ جاہلی عصبیتیں تحلیل ہو جائیں ۔ حمیت وغیرت جو کچھ ہو وہ اسلام کے لیے ہو۔ نسل ورنگ ووطن کے امتیازات مٹ جائیں۔ بلندی وپستی کا معیار انسانیت وتقویٰ کے علاوہ کچھ اور نہ ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ مہاجرین جب مدینہ تشریف لائے تو رسول ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ اور اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: انصار میں مَیں سب سے زیادہ مال دار ہوں آپ میرا مال دو حصوں بانٹ کر (آدھا) لے لیں۔ اور میری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھ لیں جو زیادہ پسند ہو مجھے بتا دیں میں اسے طلاق

[1] القرآن، الاحزاب، 33 : 6

دے دوں اور عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے شادی کر لیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: اللہ آپ کے اہل و مال میں برکت دے آپ لوگوں کا بازار کہاں ہے۔ لوگوں نے انھیں بنو قینقاع کا بازار بتلا دیا۔[2]

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انصار نے کس طرح بڑھ چڑھ کر اپنے مہاجر بھائیوں کا اعزاز و اکرام کیا اور کس قدر محبت، خلوص، ایثار اور قربانی سے کام لیا تھا اور مہاجرین ان کی اس کرم و نوازش کی کتنی قدر کرتے تھے مہاجرین نے کبھی بھی اس عنایت کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ صرف اتنا ہی حاصل کیا جس سے ٹوٹی ہوئی معشیت کی کمر سیدھی کر سکتے ہیں۔ اخوت کے اس عظیم واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ مسلمانوں نے اس سے سبق کیا۔ یہ مواخات کا واقعہ دراصل امت مسلمہ کو آئندہ معاشی مسائل حل کرنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک لائحہ عمل دیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دینی بھائیوں کے معاشی مسائل کو حل کرنے میں مواخات مدینہ کو سامنے رکھا تاکہ حقوق و فرائض کے اس معاملے میں اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمر پر اناج لاد کر مدد کرنا اخوت و بھائی چارے کی مثالیں ہیں۔ اخوت کے اس جذبہ سے سرشار لوگوں نے اپنی زندگیاں اپنے دینی بھائیوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ ہر دور میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جو بھائی چارے کے جذبے کی عکاس ہیں۔ قدرتی آفات، معاشی مشکلات یا معاشی استحصال کے ماحول میں سچے مسلمانوں نے ہر لمحے میں اپنے بھائیوں کی خدمت کی تاکہ وہ ان مشکل حالات میں اپنی ضروریات زندگی سے محروم نہ ہوں۔ اس جذبے کے تحت مختلف تنظیمیں اپنا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ ان میں سے ایک **اخوت فاؤنڈیشن** ہے۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد نبی اکرم ﷺ کے قائم کردہ مواخات کے نظام کی تشکیل ہے۔ یہ تنظیم پاکستان میں مختلف شہروں میں اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دے رہی ہے۔

اس تنظیم کے بانی ڈاکٹر محمد امجد ثاقب ہیں۔ اس تنظیم نے اپنے کام کا آغاز ضلع لاہور سے کیا۔ ایثار قربانی کے جذبے سے سرشار اس تنظیم کا مقصد ایمان، احساس اور اخلاص ہے۔ اخوت فاؤنڈیشن مستحق افراد کی بلا سود قرضہ کے ذریعے سے مدد کرتی ہے۔ تعلیم اخوت، خواجہ سرا کی بہبود، صحت کے حوالے سے خدمات قابل ذکر ہیں۔

---

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی ﷺ بین المهاجرین والانصار، حدیث نمبر 3780

اخوت فاؤنڈیشن معاشرے کی فلاح و بہبود میں اپنا کردار تن دہی سے ادا کر رہی ہے اور یہ اپنے اصولوں کی بنا پر مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ اخوت فاؤنڈیشن کی قرض حسنہ سکیم کی فلاحی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے گا اور ان اصول و مقاصد کو زیرِ بحث کیا جائے گا جس کے تحت یہ تنظیم کام کر رہی ہے۔

**اخوت قرض حسنہ سکیم (AIMS):۔**

"اخوت فاؤنڈیشن" نے اپنے کام کا آغاز ضلع لاہور سے کیا اور اس تنظیم کا بنیادی مقصد غریب عوام میں بلاسود قرضوں کی فراہمی تھا تاکہ معیار زندگی کو بہتر بنایا جاسکے۔ اخوت فاؤنڈیشن کا یہ شعبہ اپنے اصولوں کی بنا پر ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ذیل میں ان نکات کو زیر بحث لایا جائے گا جس کی بنا پر اخوت فاؤنڈیشن کی سکیم ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔

**مائیکرو کریڈٹ سہولت کا پہلی مرتبہ آغاز:**

اخوت فاؤنڈیشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ پاکستان میں خالص مائیکرو کریڈٹ سہولت کا آغاز کیا مائیکرو کریڈٹ ایک چھوٹی مقدار میں قرض کی سہولت ہے۔ جو ضرورت مند لوگوں کو فراہم کی جاتی ہے۔ یہ قرض ان قرض دہندگان کو فراہم کیا جاتا ہے جو بے روزگار ہیں۔[3]

مائیکرو کریڈٹ اٹھارویں صدی کے نصف میں متعارف ہوا جب (Lysander Spooner) نے اس کے فوائد کے بارے میں لکھا لیکن اس کی شروعات 1976ء میں ہوئی جب ڈاکٹر محمد یونس نے بنگلہ دیش میں چھوٹے قرضوں کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں انھیں 2006 میں نوبل پرائز بھی ملا۔[4]

ڈاکٹر محمد یونس نے مائیکرو کریڈٹ کا آغاز تو کیا لیکن یہ اسلامی ملک میں اسلام کے اصولوں کے مطابق نہ تھا۔ کیونکہ اس میں قرض سود کے ساتھ دیئے جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد امجد ثاقب ان کی تنظیم گرامین بنک سے متاثر تھے لیکن وہ سود سے متفق نہ تھے۔ اس لیے ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے اسلامی اصولوں کے مطابق چھوٹے قرض بلاسود فراہم کرنا شروع کر دیے۔ اخوت فاؤنڈیشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پاکستان میں سب سے پہلے چھوٹے قرض متعارف کروائے جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہیں۔ اخوت فاؤنڈیشن مائیکرو کریڈٹ کی یہ سہولت ایسے

[3] مائیکرو کریڈٹ اور مائیکرو فنانس کے مابین فرق۔
http:// weblogographic.com , difference date :accessed 17.12.2021

[4]-Adnan Ali , Role and Performance of Microcredit in Pakistan (thesis master's) University West Trollhattan Sweden, 2020. page :06

ضرورت مند لوگوں کو دی جاتی ہے جو اپنا کاروبار وغیرہ شروع کرنا چاہتے۔ بلاشبہ سودی معاشرے میں بلا سود چھوٹے قرض فراہم کرنا اس تنظیم کی اہم کامیابی ہے۔

**بلاسود قرض متعارف کرنا:**

مائیکرو کریڈٹ کے زمرے میں مختلف ممالک میں غربا میں قرض دیئے جاتے ہیں اور اس پر سود کی رقم ایک خاص شرح کے مطابق وصول کی جاتی ہے اس اعتبار سے یہ قرضے غریب گھرانوں کی مدد کا باعث بننے کی بجائے ان پر زیادہ بوجھ ڈال دیتے ہیں۔[5] جبکہ اخوت قرض حسنہ سکیم بھی غربا میں چھوٹے قرض تقسیم کرتی ہے۔ لیکن اس پر کوئی اضافی رقم سود کی شکل میں وصول نہیں کی۔

اخوت فاؤنڈیشن کی اساس "مواخات مدینہ" پر رکھی گئی ہے۔ مواخات مدینہ میں انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کی مدد بغیر کسی معاوضہ یا لالچ سے کی۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے اس کے جذبہ تحت قرض کی تقسیم کا اعلان بغیر سود کے کیا جو پاکستان کے عوام میں ایک روشنی کی لکیر ثابت ہوئی چونکہ اسلام میں سود حرام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا [6]

"اور اللہ نے (تجارت) بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام ٹھہرایا"

اور اللہ تعالیٰ نے سود لینے اور دینے کے متعلق قرآن حکیم میں سنگین دھمکی دی ہے جو انسان سودی کاروبار سے باز نہیں آتا اسے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا قرار دیا ہے۔

ارشاد الہی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ [7]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم مومن ہو تو جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو تو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔"

---

[5] ثاقب، محمد امجد، ڈاکٹر، غربت اور مائیکرو کریڈٹ، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، 2018، ص 21

[6] -القرآن الحکیم، البقرہ 275:2

[7] -القرآن الحکیم، البقرہ 278,279:2

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بعض اسلاف نے یہ کہا کہ جو انسان سودی معاملات طے کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا اس کے متعلق اسلامی سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے مطالبہ کرے اگر باز آجائے تو ٹھیک بصورت دیگر اس کی گردن اڑادی جائے تاکہ لوگوں کے لیے عبرت بن جائے کہ سود خور کا انجام برا ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہُ وَکَاتِبَہُ وَشَاھِدَیْہِ[8]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، گواہوں اور لکھنے والوں پر لعنت کی ہے۔

سود کی حرمت کا مقصد دراصل انسان کا امتحان ہے کہ وہ اللہ کے قوانین کے مطابق عمل کرنے کی پابندی قبول کرتا ہے یا پھر اس کا انکار کرتا ہے سود کی وجہ سے دوسرے انسان کا مال بھی محفوظ نہیں رہتا، دھوکا اور عداوت عروج پر چلی جاتی ہے۔

ابو بکر جابر الجزائری کے بقول سود کی حرمت کی وجہ سے مسلمانوں کو ان تمام کاموں سے بچانا ہے جو اس کی ہلاکت و بربادی کا باعث بنتے ہیں اور اس کے ذریعے ان تمام راستوں کو بند کیا گیا ہے۔ جن کے تحت مسلمان بھائیوں میں مخالفت و عناد، بغض اور کراہت پیدا ہو۔[9]

سودی نظام معیشت میں دولت مند ہاتھوں میں دولت سمٹ جاتی ہے اور دولت کی گردش کا پھیلاؤ رک جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے۔ سودی کاروبار کی وجہ سے محنت کا فلسفہ ماند پڑھ جاتا ہے اور انسان مفت خوری کا عادی بن جاتا ہے۔ دوسری طرف طبقاتی کشمکش کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ سرمایہ دار طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور محنت کش طبقہ غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اس طبقاتی کشمکش کا نتیجہ قتل و غارت کے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔

"اخوت قرض حسنہ سکیم" کا بلا سود قرض فراہم کرنا بلاشبہ معاشرے میں طبقاتی کشمکش کے خاتمے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے معاشرے میں خوشحالی آسکتی ہے اور اس سکیم کی وجہ سے لوگوں میں اب آگاہی پیدا ہو رہی ہے کہ بغیر سود کے قرض دینا مشکل نہیں بلکہ اللہ اس کام میں خود آسانیاں فرماتا ہے جو کام اللہ کی رضا اور اس کے حکم کے مطابق کیا جاتا ہے۔

---

[8]- صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ۔ باب لعن آکل الربا وموکلہ۔ حدیث نمبر 1598ج 3۔ ص 1218

[9] الجزائری، ابو بکر جابر (مترجم) محمد رفیق الاثری۔ منہاج المسلم، دارالسلام لاہور 2010، ص 507

گرامین بنک کے بانی ڈاکٹر محمد یونس سے جب ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے سود کی شرح کے بارے میں بات کی تو انھوں نے جواب میں یہ کہا کہ اگر مائیکرو کریڈٹ کی بات کرتے ہو تو سود سے انکار کرنا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے اس چیلنج کو قبول کیا اور اخوت قرض حسنہ سکیم کے ذریعہ سے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنا مشکل نہیں بلکہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو اللہ نہ صرف اس میں آسانیاں پیدا فرماتے ہیں بلکہ معاشرے میں اس سے خوش کن نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

**قرض کی ادائیگی کے لیے مہلت میں آسانی:**

"اخوت قرض حسنہ سکیم" کی بہترین خوبی یہ ہے کہ اپنے قرض داروں کو ادائیگی کے لیے مہلت دیتی ہے اور واپسی کا تعین مقروض کی حیثیت کے مطابق کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی اس بات کی مظہر ہیں کہ تنگ دست کو مہلت دی جائے تا کہ وہ آسانی سے قرض ادا کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔[10]

"اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا لازم ہے اور یہ بات کہ صدقہ کر دو تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔"

قرض دار کو مہلت دینے والے کو اللہ عرش بریں کے سایہ تلے جگہ دیتا ہے۔ ارشاد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اس کے قرض کو کم کر دیا اسے روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایے میں جگہ دے گا۔ جس دن سوائے اس کے سایے کے کوئی اور نہ ہو گا۔"[11]

خلاصہ یہ ہے کہ غریب کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دینے سے اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں اور عرش بریں تلے جگہ دیتے ہیں۔

محمد بن صالح لکھتے ہیں:

---

[10] القرآن الحکیم، البقرۃ 2 : 280

[11] الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، مسند الدارمی، دار المغنی السعودیۃ العربیۃ، 1412ھ، ج 3، ص 1686

" شریعت اسلامیہ نے مقروض کا ہاتھ بٹانے والے کو بھی خیر و برکت سے نوازا ہے۔ بشر طیکہ وہ اس سلسلہ میں شرعی آداب کو ملحوظ خاطر رکھے جو حسب ذیل ہیں۔

- قرض دینے کے بعد فیاضی اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرے۔
- دی ہوئی رقم کے مقابلے میں کسی قسم کا مفاد نہ لے کسی وقت بھی اپنے مقروض کو بیگار کا بوجھ نہ دالے۔
- اس پر احسان جتلا کر اسے تکلیف نہ پہنچائے۔
- اگر مقروض تنگ دست ہے تو اسے مزید مہلت دے۔[12]

اخوت قرض حسنہ سکیم بھی قرض فراہم کرتے ہوئے اصل رقم کے مقابلے میں کسی قسم کا مفاد نہیں لیتی بلکہ خاموشی کے ساتھ مقروض کی مدد کرتی ہے اور اس پر احسان بھی نہیں جتلاتی۔ اسی وجہ سے بغیر کسی لالچ کے کام کرنے والی یہ تنظیم شہرت حاصل کر رہی اور معاشرے پر مثبت اثرات ڈال رہی ہے۔

**سودی دلدل سے نکالنے کی کوشش:**

سود جس معاشرے میں اپنی جڑیں گاڑھ دیتا ہے تباہی اور بربادی اس معاشرے کا مقدر بن جاتی ہے۔ سود کے اثرات سے نہ صرف معاشرہ متاثر ہوتا ہے بلکہ سود دینے والا شخص خود بھی اس سے متاثر ہوتا ہے وہ دولت کے نشے میں خود غرض، لالچ اور بے حسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ سود وہ بلا ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے
ابو الاعلی مودودی معاشرے میں سود کو عالم گیر بلا سے تعبیر کرتے ہیں جس سے دنیا کا کوئی ملک
بچا ہوا نہیں ہے۔ غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کو ان کی ہنگامی ضروریات کے لیے آسانی سے قرض فراہم کرنے کا کہیں بھی انتظام نہیں۔ حتٰی کہ حکومت اسے فرائض سے خارج سمجھتی ہے ایسے برے حالات میں لوگ ان مہاجنوں سے قرض لیتے ہیں جو بستیوں کے قریب ہی ان کو گدھ کی طرح شکار کی طرح تلاش میں منڈلاتے پھرتے مل جاتے ہیں اس کاروبار میں بھاری شرح سود رائج ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ سودی قرض کے جال میں پھنس جاتا ہے وہ پھر اس سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ دادا کا لیا ہوا قرض پوتوں تک وراثت میں منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اصل سے کئی گناہ سود ادا کر چکنے پر بھی اصل قرض کی رقم چٹان کی طرح آدمی کے سینے پر دھری رہتی ہے۔[13]

---

[12]۔ محمد بن صالح العیثمین (المترجم حافظ احمد حماد) ادھار کے معاملات، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2009، ص 18

[13] مودودی۔ ابو الاعلی' سود' اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 1997، ص 80،79

سود کی وجہ سے مقروض اس دلدل میں بری طرح پھنس جاتا ہے اس دلدل سے چھٹکارا حاصل کرنا اس کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے جس سے معیشت تو تباہ ہو جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ انسانی زندگی پر برے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔

بقول محمد ابو زہرہ مصری سودی کاروبار اور سودی لین دین نفسیاتی اضطراب پیدا کرتا ہے اور اقتصادی نظام میں ایسے نشیب و فراز پیدا کرتا ہے جس سے لوگوں میں قلق و اضطراب بڑھتا ہے ان حالات میں قرض دینے والا فائدہ میں رہتا ہے اور مقروض نقصان میں رہتا ہے۔[14]

سود سے حاصل کرنے والا قرض ہمیشہ پریشانی و اضطرابی پیدا کرتا ہے مقروض اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے مگر دن بدن اس کی گہرائی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ دین اسلام نے سود کی سخت مخالفت کی ہے اسے معاشرے کے لیے ایک ناسور قرار دیا ہے۔

اخوت فاؤنڈیشن ضرورت مند لوگوں میں جو قرض تقسیم کرتی ہے اس میں ایک قسم " لبریشن لان (Liberation Loan) ہے۔ یہ قرض ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو پہلے سے ہی سودی چنگل میں پھنسے ہوتے ہیں ۔اخوت فاؤنڈیشن ان کو لبریشن لون دے کر اس سودی قرض سے نجات دلاتی ہے۔ اخوت فاؤنڈیشن کا عملہ خود سود خور سے رابطہ کرتا ہے اور اس کا قرض ادا کرتے ہوئے اس سے معاہدہ کرتا ہے کہ وہ آئندہ کبھی بھی اس مقروض کو دوبارہ تنگ نہیں کرے گا۔ اخوت قرض حسنہ سکیم کا یہ کام بلاشبہ ایک نیکی ہے نہ صرف یہ مقروض کی مدد کرتی بلکہ اسے انتہائی سنگین برائی سے نجات دلاتی ہے۔ایسے حالات جس میں رشتہ دار بھی منہ پھیر لیتے ہیں ان حالات میں اخوت قرض حسنہ سکیم ایسے افراد کو سہارا دے کر معاشرے کا مضبوط فرد بناتی ہے۔

**بلاامتیاز قرض حسنہ کی فراہمی:**

اسلام محبت اور امن آتشی کے دین کا نام ہے۔ مذہب اسلام میں ریاست کے نظم و ضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق کی ادائیگی کی خصوصی تاکید کی گئی ہے ۔ شہری خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم ان سب کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن حکیم، وہ غیر مسلم جو اسلام اور مسلمانوں سے بر سر پیکار نہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کی سازش سرگرمی میں ملوث ہوں خیر خواہی، مروت، بہترین سلوک اور رواداری کی ہدایت کرتا ہے۔

---

[14] محمد ابو زھرہ مصری (مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی) حرمت سود، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ص19-18

ارشاد الٰہی ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ
يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۔ (15)

" اللہ تم کو منع کرتا ہے ان لوگوں سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمھارے گھروں سے کہ ان سے بھلائی اور انصاف کا سلوک کرو۔"

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کی جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دی جاتی ہے اور جو حقوق بنیادی طور پر مسلم شہری کو میسر ہوتے ہیں وہی اقلیتی شہری کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔ قانون کی نظر میں سب کو برابر حیثیت دی جاتی ہے جس طرح مسلم شہریوں پر ریاست کے اندر کچھ ذمہ داریاں عائد کی جاتی ہے اسی طرح غیر مسلم شہریوں پر بھی وہ واجبات اور ذمہ داریاں عائد کی جاتی ہیں تاکہ ماحول میں توازن برقرار رہے اسی لیے غیر مسلم شہری کی جان کی حفاظت بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جو کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔[16]

جان کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اسلام غیر مسلم رعایا کی کفالت کے لیے بغیر کسی تفریق کے معاشی وظائف کا درس دیتا ہے اور اس بات کی تلقین کرتا ہے کسی غیر مسلم کو بھی روزگار کے مواقع سے محروم نہ رکھا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک بُوڑھا نابینا بھیک مانگ رہا تھا حضرت عمر نے دریافت کیا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں یہودی ہوں۔ حضرت عمر نے دریافت کیا کس چیز نے تجھ کو بھیک مانگنے پر مجبور کیا تو اس نے جواب دیا، اداجزیہ، معاشی ضروریات اور ضعف پیری نے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے مکان پر لے جا کر جو موجود تھا اس کو دیا پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا۔

انظر هذاوضرباه فوالله ماانصفناه اناكلناشبيبته----------وعن ضربائه- 17

یہ اور اسی قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو خدا کی قسم ہر گز انصاف پسند نہیں ہو سکتے۔ اگر ان (ذمیوں) کی جوانی کی محنت (کا جزیہ) تو کھائیں اور ان کے بڑھاپے کے وقت انھیں بھیک کی ذلت کے لیے چھوڑ

---

[15] القرآن الحکیم، الممتحنہ 8:60

[16] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب اثم من قتل معاہدا بغیر حرم، ج1، ص448

[17] ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان 1979، ص126

دیں۔ قرآن میں ہے ﴿انماء الصدقات للفقراء والمساکین﴾ میرے نزدیک یہاں فقراء سے مسلمان مفلس مراد ہیں اور مساکین سے اہل کتاب کے غربا و فقرا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ایسے لوگوں سے فدیہ بھی معاف کر دیا اور ان کا وظیفہ بھی بیت المال سے مقرر فرمایا۔

دور فاروقی کے اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر یہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں (مسلم اور غیر مسلم) کی کفالت کرے لیکن ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں غربت بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عوام کی بنیادی ضروریات کو حکومت وقت پورا نہیں کر پا رہی ہے بہت ساری تنظیمیں اس سلسلے میں غربا کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہی ہیں۔ اخوت فاؤنڈیشن قرض حسنہ کی تقسیم بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو نہ صرف ملک میں موجود مسلمانوں کی کفالت کر رہی ہے بلکہ غیر مسلموں کو بھی قرض فراہم کرتی ہے۔ ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرتے ہوئے اقلیتوں کے مسائل کو بھی حل کرنے کے لیے قرض فراہم کیے جاتے ہیں۔ اخوت فاؤنڈیشن کی یہ کوشش معاشرے میں امن و امان کا مظہر ہو سکتی ہے۔

**مذہبی عبادت گاہوں کے تقدس کو بحال کرنا:**

اسلام ایک ایسا دین ہے جو تمام آسمانی مذاہب کے پیروکاروں کو مکمل آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ مذہب اسلام یہودیت اور عیسائیت کی طرح اپنا دروازہ طالب ہدایت کے لیے بند نہیں کرتا ہے بلکہ دعوت دین کے لیے ہر وقت اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ غیر مسلموں کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ زبر دستی اس دین کو قبول کریں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اصول وضع فرما دیا کہ:

لَآ إِكْرَاهَ فِىْ الدِّيْنِ [18]

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زبر دستی قائل کرنے کی بجائے حکمت و دانائی کے ساتھ دین اسلام کا پیغام پہنچانے کی تلقین کی۔

ارشاد الٰہی ہے: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔[19]

---

[18] القرآن الحکیم، البقرہ 256:2

[19] القرآن الحکیم، النحل 125:16

"اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کرو۔"

تبلیغ کا کام انجام دینے کے بعد اللہ نے اگلا لائحہ عمل بھی مسلمانوں کو دیا کہ جو کوئی سیدھی راہ اختیار کرتا ہے وہ صرف اپنے لیے ہی اختیار کرتا ہے۔ انسان کا غلط یا درست فیصلہ اس کی اپنی ذات کے لیے ہوتا ہے۔ جس کا خمیازہ اسے خود بھگتنا پڑتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: مَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔[20]

"جو کوئی سیدھی راہ اختیار کرتا ہے وہ صرف اپنے لیے اختیار کرتا ہے اور جو بھٹکا ہے وہ بھٹک کر اپنا ہی راستہ کھوٹا کرتا ہے۔"

ان آیات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذہب اسلام میں تبلیغ کے سلسلے میں دوسرے لوگوں پر زبردستی، زور اور جبر سے منع کیا گیا ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اس حکم کی پاسداری کی تاریخ اسلام ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے غیر اقوام سے جو بھی معاہدے کیے اس میں غیر مذہب کے لوگوں سے ادب و احترام سے پیش آنے کی تلقین کی انھیں مذہبی آزادی، معاشرتی و تجارتی آزادی کی رخصت (چھوٹ) دی۔

اہل نجران کی درخواست پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صلح نامہ لکھ کر دیا جس میں ان کی جان، مذہب، زمین، اموال، حاضر و غائب، قاصد اور ان کے مذہبی نشانات جس حالت پر ہیں اسی حالت پر بحال رہنے کے لیے کہا گیا اور یہ بھی نصیحت کی گئی کہ ان کے حقوق میں سے کوئی حق اور نشانات میں کوئی نشان نہ بدلا جائے۔[21]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیر مسلموں کے ساتھ سلوک کا درس دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتح بیت المقدس کے بعد جب اس کی چابیاں وصول کرنے کے لیے خود وہاں تشریف لائے تو اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہودیوں کی قدیم عبادت گاہ کو عیسائیوں نے مسمار کرکے وہاں پر کوڑے کا ڈھیر لگا رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے مٹی وہاں سے اٹھا کر

[20] القرآن الحکیم، بنی اسرائیل 15:17

[21] البلاذری، احمد بن یحیٰی، فتوح البلدان، موسسۃ المعارف بیروت، س ن، ص 87

منتقل کی اور جب نماز کا وقت آیا تو وہاں نماز ادا کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں نے نماز پڑھ لی تو تم لوگ اس پر قبضہ کر لوگے جبکہ یہ یہودیوں کی عبادت گاہ ہے۔[22]

ان مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جو سیاسی اور شہری حقوق حاصل ہیں ان حقوق میں ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ اور احترام بھی شامل ہے۔اسلام کا تصور بالکل واضح ہے کہ عقیدہ کے اختلاف کے باوجود دوسروں کی دل آزاری اور ان کے مقدس مقامات کو نقصان پہنچانے سے بچنا چاہیے کیونکہ عبادت گاہ،عبادت وبندگی کے لیے استعمال ہوتی ہے اور اس کی بے حرمتی سے پوری قوم کی عزت مجروح ہوتی ہے اسلام میں غیر مسلم اقوام کی عبادت گاہوں کے احترام سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود اسلام کی عبادت گاہیں مساجد کتنی قابل احترام حیثیت رکھتی ہیں۔ مسجد کو اسلامی معاشرے میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ریاست مدینہ میں تعلیم کا آغاز مسجد سے ہوا۔مسجد میں روحانی تربیت و تعمیر کردار کا انتظام کیا جاتا اور مسجد میں ہی معاشرتی امور کا خیال رکھا جاتا، جہاں محمود و ایاز سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے، معاشرتی مسائل مسجد میں حل کیے جاتے، اسلامی اور فی سبیل اللہ مالی معاملات کا مرکز بھی مسجد ہوتی تمام فنڈز اور چندے مسجد میں جمع اور تقسیم ہوتے مثلاً جہاد فنڈز، زکوٰۃ، صدقات وخیرات وغیرہ۔

دور حاضر میں امت مسلمہ کی خستہ حالی کی وجہ مسجد سے دوری بھی ہے۔ مسجد کے ساتھ تعلق جتنا مضبوط ہو گا اسی قدر ہمارے معاشرے کی اصلاح ہو گی۔اخوت فاؤنڈیشن نے قرض حسنہ کی تقسیم کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا وہ مذہبی ادارے یعنی مساجد ہیں۔اقلیتی عوام کے لیے قرضے گرجا گھر اور گردوارے میں تقسیم کیے جاتے ہیں ۔مذہبی عبادت گاہوں کے انتخاب کا مقصد یہ ہے کہ عوام میں شعور اور آگاہی پیدا ہو کہ وہ اللہ کے گھر میں قرض کی ادائیگی کا عہد کر رہے ہیں اور نیک نیتی سے اس کو پورا کیا جائے، دوسرا مسلمانوں میں یہ شعور پیدا کرنا کہ اللہ کے گھر میں کوئی بھی معاملہ دھوکے سے نہیں کرنا چاہیے۔ جھوٹ اور غلط بیانی کی سزا پھر اللہ کے ذمے ہو گی۔

ڈاکٹر محمد امجد ثاقب کا یہ قدم مفلوک الحال عوام میں اللہ کے گھر سے محبت کا شعور اجاگر کرنا ہے اور مسجد کے کھوئے ہوئے مقام کو بحال کرنا ہے تاکہ لوگ اپنے معاشی معاملات کو بھی مسجد میں حل کریں تاکہ مسلمان بھائیوں میں احساس، ہمدردی پیدا ہو۔غیر مسلموں کے مذہبی اداروں میں قرض حسنہ کی تقسیم کا مقصد بھی لوگوں

[22] ابن کثیر، ابو الفداء، البدایۃ والنھایۃ، مکتبہ المعارف بیروت، 1992، ج7، ص56

میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا ہے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے یہ رقم واپس لوٹائیں تاکہ دوسرے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں یہ معاشرے کی خوشحالی میں بہترین قدم ہے۔

**عوام کے لیے رسائی کی آسان سہولت:**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو باہمی تعاون اور مدد کی تعلیم دی ہے اور حکومت کو بھی اس ذمہ داری کا احساس دلایا ہے کہ حکومت سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔امت مسلمہ جسد واحد کی طرح ہے اسی لیے دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنا دراصل اپنی ضروریات کی تکمیل کے مترادف ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ [23]

"جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے تو اللہ کی مدد اس کے شامل حال رہتی ہے۔"

دراصل اللہ کی مدد ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو دوسروں کی مدد کر رہے ہوتے ہیں گویا کہ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا -[24]

آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لیے آسانی اور سہولت کو پسند فرماتے تھے کیونکہ باہم آسانی پیدا کرنے سے تکالیف دور ہو جاتی ہیں اور خوشحالی آتی ہے اس کے ساتھ طاغوتی قوتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔اخوت فاؤنڈیشن بھی اہل علاقہ کے مسائل حل کرنے کے لیے آسانی کا راستہ اپناتی ہے۔اس سلسلے میں اس نے لاہور کے علاقے میں اپنی شاخیں قائم کی ہیں تاکہ اگر کوئی ضرورت مند ہو تو بروقت رابطہ کر سکے اور اس کی مدد میں کوئی مشکل نہ ہو عوام کے لیے آسان راستہ کا انتخاب اس کی اہم کامیابی ہے یہی وجہ ہے کہ علاقے کے لوگوں کو اپنے مسائل حل کرنے میں دشواری نہیں ہوتی اور بروقت ان کی مشکلات کا تدارک ہو جاتا ہے۔

**قرض حاصل کرنے کا آسان طریقہ:**

اخوت فاونڈیشن قرض کی فراہمی کے لیے بہت آسان طریقہ متعارف کرواتی ہے۔اس سلسلے میں اخوت

---

[23] احمد بن حنبل، مسند احمد، موسستہ الرسالہ بیروت،1999ء، حدیث نمبر7942،ج13،ص335

[24] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ والعلم لاینفروا، حدیث69،ج1

فاؤنڈیشن اپنے آسان طریقہ کار کے ذریعے سود اور غربت کے خاتمے کے لیے سرگرم عمل ہے اس کا مقصد لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کی آمدن آٹھ ہزار یا اس سے کم ہے وہ بھی قرضہ کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ قرض حاصل کرنے کے لیے کسی چیز کو گروی نہیں رکھوایا جاتا بلکہ شخصی ضمانت کے ذریعے قرض فراہم کیا جا سکتا ہے۔ یہ تنظیم قرضداروں پر قرضوں کی تقسیم پر اٹھنے والے اخراجات کا اضافی بوجھ نہیں ڈالتی بلکہ خود برداشت کرتی ہے۔

اخوت فاؤنڈیشن کی کامیابی کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تنظیم دینی اور سماجی فریضہ سمجھ کر غربا کی مدد کرتی ہے اس کے لیے درخواست کا آسان طریقہ کار کا انتخاب کیا گیا ہے مستحق شخص قرض حسنہ کے لیے اخوت فاؤنڈیشن کی برانچ سے رجوع کرتا ہے وہ وہاں اپنی معلومات درخواست فارم پر لکھ کر برانچ میں جمع کروا دیتا ہے۔ درخواست کے موصول پر اخوت فاؤنڈیشن کا کارکن اس شخص کے گھر یا کاروبار کی جگہ کا معائنہ کرتا ہے اور قرض کے حصول کے مقصد اور کاروبار سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرتا ہے۔ ضامن کی ضمانت کے بعد کیس تیار کیا جاتا ہے اور ضامن کو ادارہ سے منسلک مسجد میں ایک سادہ سی تقریب میں بلایا جاتا ہے اور وہاں مستحق شخص کو مطلوبہ رقم کا چیک فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر مقروض قرض کو درست مقصد کے لیے استعمال کرے اور بر وقت اقساط کی ادائیگی کرے تو اسے کاروبار کی ترقی کے لیے مزید قرض بھی دیئے جاتے ہیں۔

## قرضوں کی وصولی کی شرح:

اسلام میں مدد کے لیے قرض حسنہ کی ترغیب کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ مقروض سے شفقت و مہربانی اور نرمی سے پیش آنے کی تلقین بھی کی گئی ہے ایسی مشکل شرائط رکھ دینا جس کی وجہ سے مقروض سے قرض کی واپسی میں دقت درپیش ہو، اس سے منع کیا گیا ہے۔ ادائیگی قرض میں تاخیر کی صورت میں شور مچانا، باتیں سنانا، مسئلے کو حل کرنے کی بجائے مزید الجھا دیتا ہے۔ جبکہ اسلام نے تنگدست کے لیے آسانی کا حکم دیا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

من أنظرَمعسرًاكانَ لَه بِكلِّ يومٍ صدقةٌ ومن
أنظرَه بعدَحلِّهِ كانَ لَه مثلُه فلكلِّ يومٍ صدقةٌ [25]

---

[25] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب انظار المعسر، حدیث نمبر 2418، مکتبہ دارالسلام الریاض، 1428ھ، ج3، ص487

"جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دیتا ہے اسے ہر روز صدقے کا ثواب ملتا ہے اور جس نے واجب الادا ہونے کے بعد مزید مہلت دی اسے بھی یہی ثواب ملتا ہے یعنی ہر روز صدقے کا ثواب ہوتا ہے"

اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد سختی سے مطالبہ کرنے کی بجائے مزید مہلت دے دینا مزید ثواب کا باعث ہے۔اس سے نہ صرف مقروض کے لیے آسانی پیدا ہوگی بلکہ معاشرتی ماحول بھی خوشگوار ہوگا۔ تنگدستی میں مہلت دینے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ ایسا عمل گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

" أَنَّ رَجُلًا مَاتَ، فَقِيلَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ؟ فَإِمَّا ذَكَرَ أَوْ ذُكِّرَ، قَالَ: إِنِّي كُنْتُأَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ وَالنَّقْدِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ"، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ:أَنَا قَدْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [26]

"ایک آدمی فوت ہو گیا اسے کہا گیا تو نے کون سا (نیک) عمل کیا ہے؟ اسے یاد آ گیا، یاد دلایا گیا تو اس نے کہا میں سکے اور نقدی میں چشم پوشی کرتا تھا اور تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دے دیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔"

اسلام میں جہاں قرض کی ادائیگی میں مہلت کی تلقین کو پسندیدہ عمل قرار دیا ہے وہاں مقروض کو قرض کی ادائیگی کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ قرض کی ادائیگی نہ کرنا گناہ کبیرہ میں سے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حتیٰ کہ جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت لے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

" مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ". [27]

"جس شخص کی جان اس حال میں اس کے جسم سے نکلی کہ وہ تین چیزوں سے پاک تھا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ تکبر سے اور مال غنیمت کی خیانت سے اور قرض سے۔"

---

[26] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب حسن القضا، حدیث نمبر 2420، ج3، ص 487

[27] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب التشدید فی الدین، حدیث 2412، ج3، ص 483

جنت میں جانے کے لیے قرض سے خلاصی ضروری ہے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ قرض دینے والا مقروض کے لیے آسانیاں پیدا کرے اور قرض لینے والا بھی ایمانداری سے امانت کو واپس لوٹائے تاکہ امن کی فضا قائم ہو ،اخوت فاؤنڈیشن اپنے قرض داروں کو قرضے کی ادائیگی کے لیے آسان شرائط دیتی ہے۔مثلاً اقساط کی سہولت،اقساط کا تعین قرض دار کے حالات کے مطابق کرنا،عزت نفس کو مجروح نہ کرنا وغیرہ۔مسجد میں قرض کی فراہمی دل میں خوف پیدا کرتی ہے کہ اللہ کے گھر میں یہ معاملات انجام پارہے ہیں۔جس کی پاسداری بہت ضروری ہے اس کے علاوہ بلا سود قرض کی فراہمی ،قرض کی ادائیگی کا سب سے بڑا سبب ہے۔انھیں آسان اصولوں کی وجہ سے اسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرض کی وصولی کی شرح 99.98فی صد ہے جو کسی اور ادارے کو حاصل نہیں اس بہتر شرح کی وجہ اسلامی اصولوں کے مطابق قرض کی تقسیم اور انسانیت کی عزت ہے۔لوگ نہ صرف قرض کی ادائیگی کرتے ہیں بلکہ معاشرے میں موجود دوسرے تنگ دست لوگوں کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق امدادی رقم بھی دیتے ہیں جو معاشرے کی خوشحالی کے لیے ایک بہت مثبت قدم ہے۔

**خلاصہ کلام:**

اخوت فاؤنڈیشن کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اس نے دور حاضر جہاں سود نے اپنی جڑیں پورے معاشرے میں پھیلا دی ہیں،وہاں بلا سود قرضوں کی فراہمی کر رہا ہے اخوت فاونڈیشن دوسروں کی عزت نفس کو مجروح نہیں ہونے دیتی بلکہ عزت کے ساتھ معاشرے کا با اثر رکن بناتی ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کر کے معاشرے میں خوشحال زندگی گزار سکیں-اخوت فاونڈیشن بلا سود لوگوں کی مختلف شعبہ جات زندگی میں مدد کر رہا ہے۔ اخوت فاونڈیشن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اللہ کی راہ میں چلنے والے شیطانی قوتوں سے گھبرایا نہیں کرتے بلکہ ڈٹ کر مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں۔چونکہ اخوت فاؤنڈیشن نے اپنے ابتدائی دور میں مشکلات کا سامنا بھی کیا لیکن اب یہ اسلامی اصولوں پر عمل کرنے کی وجہ سے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیامین شہرت حاصل کر چکی ہے کہ بلا سود قرض فراہم کرنا اور لوگوں کی مدد کرنا مشکل کام نہیں صرف ہمت اور لگن کی ضرورت ہے جس کی بنا پر معا شرے میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License